اسلامیات (سال اول)

فضائل اور خصوصیاتِ قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ قرآن مجید کے بہت سے فضائل اور خصوصیات ہیں۔

۱۔ کلامِ الٰہی

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ○ (سورة التوبۃ:6)

ترجمہ: ”اور اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دیں اس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں جانتے۔“

قرآن مجید کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے۔

۲۔ محفوظ کلام:

قرآن مجید دنیا کی محفوظ ترین کتاب ہے کیوں کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (سورۃ الحجر:9)

ترجمہ: ”بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔“

۳۔ معجزاتی کلام:

قرآن مجید ایک ایسا معجزہ ہے جس کی زبان، نظم، فصاحت و بلاغت اور اثر انگیزی سب معجزہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (سورۃ البقرۃ:23)

ترجمہ: ”اور اگر تم شک میں ہو اس (کلام کی سچائی) کے بارے میں جو ہم نے اپنے (خاص) بندہ پر نازل کیا ہے تو اس طرح کی ایک صورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔“

۴۔ کامل ہدایت:

قرآن مجید تمام انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ (سورۃ البقرہ:185)

ترجمہ: ”رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا (یہ) لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔“

اور یہ قرآنی ہدایت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

۵۔ عالمگیر کتاب:

قرآن مجید سے پہلے تمام الہامی کتب کسی خاص علاقے، قوم یا نسل کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئی تھیں لیکن قرآن مجید عالمگیر کتاب ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ القلم:52)

ترجمہ: ”حالاں کہ وہ (قرآن) تو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔“

اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا عالمگیر ہونا درج ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ الانبیاء:107)

ترجمہ: اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

۶۔ تضاد سے پاک:

قرآن مجید کسی بھی قسم کے شک و شبہ اور تضاد سے پاک کتاب ہے جس کے مضامین میں مکمل آہنگی اور ربط موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (سورۃ النساء:82)

ترجمہ: ”تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت اختلاف پاتے۔“

۷۔ پُرتاثیر کلام:

قرآن مجید تاثیر سے بھر پور کلام ہے جو سننے والے کے دل پر اثر کرتا ہے اور دلوں کے لیے شفا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ○ (سورۃ یونس:57)

ترجمہ: ”اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت آچکی ہے اور اُن (بیماریوں) کی شفا جو سینوں میں ہیں اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔“

۸۔ ابدی کتاب:

قرآن مجید ایک کامل مکمل اور ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے۔ اس کتاب کے نازل ہونے پر تمام سابقہ شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ یہ رشد و ہدایت کا واضح دستور العمل اور ابدی خزینہ ہے۔ اس کی تعلیمات کی اثر انگیزی اور فیوض و برکات کا سلسلہ تا ابد جاری رہے گا۔ اس میں ہر عہد اور شعبہ زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

۹۔ جامع کتاب:

قرآن مجید میں زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق ہدایت اور مکمل رہنمائی موجود ہے۔ قرآن مجید میں انسانوں کے انفرادی، اجتماعی، عائلی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی معاملات کے بارے میں اصولی ہدایات دی گئی ہیں۔ کوئی پہلو جس کا تعلق انسان کی دنیاوی یا اخروی زندگی سے ہو اس کے بارے میں قرآن مجید جامع رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کو بطور انعام کے ذکر فرمایا ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ (سورۃ المائدہ:3)

ترجمہ: ”آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔“

مکی اور مدنی سورتیں

تعریف:۔

قرآن مجید تقریباً 23 سال میں تدریجاً نازل ہوا۔ اس کی وہ سورتیں و آیات جو ہجرتِ مدینہ سے قبل نازل ہوئیں، مکہ مکرمہ یا اس کے علاوہ کہیں بھی نازل ہوئی ہوں مکی آیات کہلاتی ہیں اور وہ سورتیں و آیات جو ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی سورتیں اور آیات کہلاتی ہیں۔

مکی سورتوں کی خصوصیات:۔

۱۔ بنیادی عقائد کی تعلیم

مکی سورتوں میں ایمانیات و بنیادی عقائد کا بیان ہے۔

۲۔ کفار و مشرکین کا رد

مکی سورتوں میں کفار و مشرکین کے جھوٹے عقائد کا دلائل کے ساتھ رد کیا گیا ہے اور انھیں دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

۳۔ اخلاق و آداب کی تعلیم

مکی سورتوں میں اخلاق و آداب کے بارے میں تعلیم دی گئی ہے۔ اخلاق حسنہ کو اپنانے اور برے اخلاق سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ مختصر اور جامع

مکی سورتیں اور آیات مختصر مگر جامع اور انتہائی فصیح و بلیغ ہیں۔ ان میں علمی و ادبی حسن پایا جاتا ہے۔ انداز بیان میں جوش ہے جیسے سورۃ العصر، سورۃ الکوثر اور سورۃ التکاثر۔

۵۔ حروفِ مقطعات اور سجدے

مکی سورتوں میں آیات سجدہ موجود ہیں۔ اور سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کے علاوہ تمام سورتیں جن میں حروف مقطعات، حروف تہجی جیسے: الم، الر، طسم، حم، ق اور ن وغیرہ سے ہوتا ہے وہ سب مکی ہیں۔

۶۔ پوری انسانیت سے خطاب

مکی سورتوں اور آیات میں بالعموم پوری انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ، اے لوگو کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۷۔ پیش گوئیاں اور قسمیں

مکی سورتوں میں قسمیں کھائی گئی ہیں۔ پیش گوئیاں اور مستقبل کی ایسی خبریں بیان ہوئی ہیں جو بعد میں سچ ثابت ہوئیں جیسے اہل روم کی فتح کی پیش گوئی جو بعد میں پوری ہوئی۔ وَالْعَصْرِ، وَالْفَجْرِ، وَالتِّينِ وغیرہ کی قسمیں بیان ہوئیں ہیں۔

۸۔ لفظ ”کلّا“ کا بیان

مکی سورتوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان میں ’کلاء‘ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ کسی اہم واقعہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

۹۔ صوتی آہنگ:

مکی سورتوں اور آیات میں صوتی آہنگ پایا جاتا ہے انداز بیان رعب دار اور پر جلال ہے، یہ کلام دلوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔

مدنی سورتوں کی خصوصیات:۔

ا۔ عبادات کی تعلیم:

مدنی سورتوں میں عبادات کی تعلیم دی گئی ہے۔ نماز، روزہ زکوۃ، حج، جہاد کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور ان عبادات کے اثرات و ثمرات کا ذکر ہوا ہے۔

۲۔ اہل ایمان کو خطاب:

مدنی سورتوں میں بالعموم اہل ایمان کو مخاطب کر کے ان کو ہدایات دی گئیں ہیں۔ خطاب میں "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ بڑی اور طویل آیات:

مدنی سورتیں بڑی بڑی ہیں، اور ان کی آیات بھی طویل ہیں، جیسے سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران،

۴۔ اہل کتاب اور منافقین کی خصلتوں کا بیان:

مدنی سورتوں میں خاص طور اہل کتاب یہود و نصاری اور منافقین کی اخلاقی، ایمانی اور سماجی کمزوریوں اور خصلتوں کی تفصیلات بیان ہوئیں ہیں۔ جیسے کہ سورۃ البقرۃ، سورۃ اٰل عمران

۵۔ معاشرتی، معاشی اور سیاسی تعلیمات کا بیان:

مدنی سورتوں میں عبادت، اخلاقیات، معیشت، معاشرت اور سیاست سے متعلق احکام بیان ہوئے ہیں، جیسے سورۃ النساء، سورۃ المائدہ وغیرہ

۶۔ آیات احکام

ایسی آیات جن میں صراحت کے ساتھ کسی بھی شرعی حکم کا ذکر آیا ہو یا اس سے کوئی حکم اخذ کیا جاسکے انہیں آیاتِ احکام کہا جاتا ہے۔ مثلاً زکوۃ کے مسائل، موضو کا طریقہ وغیرہ اور وراثت کے احکام والی آیات۔ قرآنِ مجید میں تقریباً 500 آیات احکام موجود ہیں۔

۷۔ غزوات کا بیان:

ہجرت مدینہ کے بعد غزوات کا سلسلہ شروع ہوا، مدنی سوتوں میں ہی غزوات کا ذکر اور تفصیلات ہیں، جیسے سورۃ الانفال، سورۃ التوبۃ وغیرہ

۸۔ قوانین کی تنفیذ:

مدنی سورتوں میں ہی ان قوانین کی تفصیلات بیان ہوئیں جنھیں اسلامی ریاست میں عملی طور پر نافذ کیا گیا، جیسے حدود، قصاص، وغیرہ

۹۔ جہاد فی سبیل اللہ میں صبر اور ثابت قدمی کا بیان

مدنی سورتوں میں جہاد میں صبر اور ثابت قدمی کی تلقین کی گئی ہے، مثلاً سورۃ اٰل عمران اور سورۃ الانفال وغیرہ

بحیثیت مسلمان ہمارا اس بات پر ایمان پختہ ہونا چاہیے کہ قرآنِ مجید ایک الہامی اور معجزاتی کتاب ہے۔ اس جیسے فضائل اور خصوصیات کسی کتاب میں نہ ہے اور نہ ہوں گے۔ اعجاز القرآن پر کامل یقین رکھتے ہوئے قرآنِ مجید کو آخری اور ابدی سرچشمہِ ہدایت سمجھتے ہوئے ہم اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

اسماءالقرآن

قرآن مجید کے کئی صفاتی نام ہیں جو قرآن مجید میں ذکر کیے گئے ہیں۔ ان ناموں سے قرآن مجید کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور اس کی خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں مذکور صفاتی ناموں میں سے چند یہ ہیں۔ احسن الحدیث، امر، برہان، بشری، بصائر، بیان، بلاغ، تبیان، فرقان، تذکرہ، تنزیل، حق، حکمت، ذکر، روح، شفا، صدق، عزیز، عظیم، کریم، کتاب، مبین، مجید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (سورۃ النحل:89)

ترجمہ: "اور ہم نے آپ (ﷺ) پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے۔"

قرآن مجید کا ایک صفاتی نام "احسن الحدیث" ہے۔ جس کے معنی ہیں: بہترین کلام، عمدہ بات۔ قرآن مجید کا ایک نام برہان ہے جس کا معنیٰ مضبوط اور روشن دلیل کے ہیں۔ قرآن کے صفاتی ناموں میں بلاغ بھی ہے۔ جس کے معنی پیغام اور اعلان کے ہیں۔ قرآن کا ایک نام بیان بھی ہے۔ جس کا معنیٰ ہدایت کی راہ کو واضح کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ آل عمران:138)

ترجمہ: "یہ لوگوں کے لیے واضح بیان ہے اور پرہیز گاروں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔"

قرآن مجید کے صفاتی ناموں میں فرقان بھی ہے جس کے معنی ہیں حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا۔ قرآن مجید کا ایک صفاتی نام الکریم بھی ہے جس کے معنیٰ عزت والا، محترم اور شرف والا کے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (سورۃ الواقعہ:77)

ترجمہ: "بے شک یہ بہت عظمت والا قرآن ہے۔"

مشق

سوال نمبر ا۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

ا۔ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے:
(الف) قرآن مجید (ب) تورات (ج) زبور (د) انجیل

۲۔ قرآن مجید کس مہینے میں نازل ہوا؟
(الف) صفر (ب) رجب (ج) محرم (د) رمضان

۳۔ قرآن مجید کے صفاتی نام اس کی ظاہر کرتے ہیں۔
(الف) رفعت (ب) عظمت (ج) قدرت (د) نعمت

۴۔ فرقان کا مطلب ہے:
(الف) حق و باطل میں فرق کرنے والا (ب) عظمت والا
(ج) بیان کرنے والا (د) ظاہر کرنے والا

۵۔ "کلّا" کا لفظ نشاندہی کرتا ہے:
(الف) کسی اہم حادثے کی (ب) کسی اہم ملاقات کی (ج) کسی اہم واقعے کی (د) کسی اہم بات کی

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

ا۔ قرآن مجید ایک معجزاتی کتاب ہے، قرآنی آیت کا حوالہ دیں۔
۲۔ قرآن مجید کے پانچ اسماء تحریر کریں۔
۳۔ مکی اور مدنی سورتوں میں کیا فرق ہے؟
۴۔ حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟
۵۔ قرآن مجید کو ایک عالم گیر کتاب کیوں کہا جاتا ہے؟

حدیث کی حجیت و اہمیت

حدیث کی تعریف:

حدیث کے معنی بیان، بات چیت، گفت گو یا نئی چیز کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کے اقوال، اعمال اور احوال کا نام حدیث ہے۔

حدیث کی اقسام: حدیث کی تین اقسام ہیں:۔

ا۔ **قولی حدیث:** ایسی روایت جس میں رسول اکرم ﷺ کا قول یا فرمان درج ہو قولی حدیث کہلاتی ہے۔

۲۔ **عملی یا فعلی حدیث:** ایسی روایت جس میں رسول اکرم ﷺ کے عمل کا بیان ہو عملی حدیث کہلاتی ہے۔

۳۔ **تقریری حدیث:** ایسی روایت جس میں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وہ عمل درج ہو جس کی آپ ﷺ کو خبر ہو اور آپ ﷺ نے منع نہ کیا ہو، یعنی آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی ہو، تقریری حدیث کہلاتی ہے۔

حدیث کی حجیت و اہمیت:

قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ اسلام کی تعلیمات کی بنیاد ہیں۔ قرآن مجید کی وضاحت احادیث رسول ﷺ سے ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی رسالت کا سب سے بڑا مقصد قرآن مجید کے معانی و مفاہیم اور قرآنی احکام کی وضاحت ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (سورۃ النحل:44)

ترجمہ: "اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کے لیے واضح کر دیں جو اُن کی طرف نازل کیا گیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے اپنے قول و فعل سے اس فرض کو پورا فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے:

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ" (مسند احمد:2012)

ترجمہ: "آپ ﷺ کی برگزیدہ ہستی مجسم قرآن تھی۔"

آپ ﷺ نے جو بھی کہا ہے، جو بھی کیا ہے، وہ حق ہے، دین ہے، ہدایت ہے، اور نیکی ہی نیکی ہے، اس لئے آپ ﷺ کی زندگی کلام ربانی کی مکمل تفسیر ہے اور آپ ﷺ کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: 21)

ترجمہ: "یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (ﷺ کی ذات مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (سورۃ محمد: 33)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔"

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

"بغور سنو! مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن دیا گیا ہے، اور قرآن کے ساتھ قرآن ہی جیسی (یعنی سنت بھی) دی گئی ہے، خبر دار ہو! قریب ہے کہ کوئی آسودہ حال شخص اپنی آراستہ سیج پر بیٹھا کہے گا، اسی قرآن کو لازم پکڑو پس جو چیز اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو، اور جو اس میں حرام پاؤ اسے حرام جانو۔" (سنن ابو داؤد: 4604)

اس حدیث سے معلوم ہوا قرآن مجید ہی کی طرح احادیث بھی منجانب اللہ نبی ﷺ کو دی گئی ہے اور حدیث میں جو تعلیمات بیان ہوئی ہیں وہ حجت ہے اور ان کی پیروی اور ان پر عمل کرنا لازمی ہے۔

جمع و تدوین حدیث

جمع و تدوین حدیث کا دور اوّل:

حدیث کی حفاظت اور کتابت کا آغاز زمانہ رسالت ہی سے ہو گیا تھا اور حدیث کی حفاظت کے لیے حفظِ روایت، طریقہ تعامل اور تحریر سے کام لیا گیا۔ قرآن مجید کی حفاظت کی طرح حدیث نبوی ﷺ کی بھی حفاظت کی گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث نبوی کو حفظ کیا، اور احادیث نبویہ کو لکھ کر محفوظ کیا اور سب سے بڑھ کر فرمان نبوی اور سیرت و سنت نبوی کی عملی پیروی کر کے لیے پوری انسانیت کے رہنمائی کا سامان کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظت حدیث کے لیے جو ذرائع اختیار کیے تھے، ان میں حفظ کتابت اور تعامل امت شامل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی احادیث کو حفظ کیا، آپ کے ارشادات کو لکھا اور محفوظ کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کرام رحم اللہ عنہم کا دور آیا۔ تابعین کرام رحم اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کی حدیث سن ان سے دین سیکھا، اور اپنے بعد کی نسلوں میں منتقل کیا۔ اس طرح تدوینِ حدیث کے اس اہم کام کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں پہلی صدی کے آخر میں حدیث کی بہت سی کتابیں وجود میں آگئی تھیں، اور تیسری صدی ہجری تک حدیثوں کو پورے طور پر مدون کر دیا گیا۔

جمع و تدوین حدیث کا دوسرا دور:

پہلی صدی ہجری کے آخر تک کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا سے وفات پا گئے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سطح پر حکم دیا کہ احادیث نبویہ کو جمع کیا جائے، اس حکم کی تعمیل میں احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم، اہل بیت اطہار اور تابعین رحمتہ اللہ علیہم کے فتاوی و اقوال تک ہر چیز مرتب و مدون ہو گئی۔

دور تابعین کرام کے مشہور مجموعہ ہائے احادیث اور ان کے مرتبین:

- دور تابعین میں امام محمد بن شہاب زہریؒ نے مدینہ کی ہر گلی میں جا کر لوگوں سے احادیث اکٹھی کیں اور انھیں تحریر کیا۔
- امام زہریؒ کے ہم عصر دیگر حضرات امام حماد بن مسلمہ، امام عبد اللہ بن مبارک، امام شعبی، امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہم نے بھی احادیث جمع کیں۔
- کتاب الآثار، اس کتاب کو امام ابو حنیفہ نے مرتب کروایا۔
- الموطا امام مالک، یہ احادیث نبویہ کا مجموعہ ہے اس کتاب کو امام مالک بن انس نے مرتب کیا۔
- الجامع، امام سفیان ثوری نے اس مجموعہ حدیث کو مرتب کیا۔
- کتاب الحج، امام محمد نے فقہی احادیث پر مشتمل اس مجموعہ کو مرتب کیا۔

جمع و تدوین حدیث کا تیسرا دور:

تیسری صدی ہجری میں محدثین نے احادیث کی جمع و تدوین کے لیے دور دراز علاقوں کے سفر کیے، انہوں نے حدیث کی جانچ پرکھ کے اصول وضع کیے، اسماء الرجال کا فن معرضِ وجود میں آیا۔ اس دور میں بے شمار معتبر کتبِ حدیث لکھی گئیں، جن میں چھ کُتب احادیث کو اُمّت میں صحاحِ ستّہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

صحاح ستہ

صحاحِ ستہ اور ان کے مؤلفین کی فہرست درج ذیل ہے:۔

1۔	صحیح بخاری:	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ	(ف256ہجری)
2۔	صحیح مسلم:	امام مسلم بن حجاج القشیریؒ	(ف261ہجری)
3۔	جامع ترمذی:	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ	(ف279ہجری)
4۔	سنن ابو داؤد:	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی	(ف275ہجری)
5۔	سنن نسائی:	امام ابو عبد الرحمن احمد بن علی النسائیؒ	(ف303ہجری)
6۔	سُنن ابنِ ماجہ:	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ	(ف273ہجری)

اصول اربعہ

مندرجہ ذیل چار کتابیں فقہ جعفریہ کے مستند ترین ذخائر حدیث ہیں:

1۔	الکافی:	ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینیؒ	(ف329ہجری)
2۔	مَنۡ لَا یَحۡضُرُہُ الفَقِیہ:	ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمیؒ	(ف381ہجری)
3۔	اَلۡاِسۡتِبۡصَار فِی مَا اخۡتُلِفَ مِنَ الۡاَخۡبَار:	ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ	(ف460ہجری)
4۔	تہذیب الاحکام:	ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ	(ف460ہجری)

منتخب احادیث کا متن اور ترجمہ

1۔ **مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّھۡہُ فِی الدِّیۡنِ** (صحیح بخاری۔71)(الکافی ج1ص:33)

ترجمہ: ”جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔“

2۔ **مَا شَیۡءٌ أَثۡقَلُ فِیۡ مِیۡزَانِ الۡمُؤۡمِنِ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ مِنۡ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللّٰہَ لَیُبۡغِضُ الۡفَاحِشَ الۡبَذِیۡءَ** (سنن ترمذی2002)(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج8، ص:443)

ترجمہ: ”قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاق حسنہ سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ بے حیاء، بدزبان سے نفرت کرتا ہے۔“

3۔ **مَنۡ نَفَّسَ عَنۡ مُؤۡمِنٍ کُرۡبَةً مِنۡ کُرَبِ الدُّنۡیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنۡہُ کُرۡبَةً مِنۡ کُرَبِ یَوۡمِ الۡقِیَامَةِ، وَمَنۡ یَسَّرَ عَلٰی مُعۡسِرٍ یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ، وَمَنۡ سَتَرَ مُسۡلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ، وَاللّٰہُ فِیۡ عَوۡنِ الۡعَبۡدِ مَا کَانَ الۡعَبۡدُ فِیۡ عَوۡنِ أَخِیۡہِ** (صحیح مسلم 6853، 2699)(وسائل الشیعۃ، ج16، ص:372)

ترجمہ: ”جس شخص نے کسی مسلمان کو دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا اور جس شخص نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرنے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“

4۔ **لَا تَزُوۡلُ قَدَمَا ابۡنِ اٰدَمَ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ مِنۡ عِنۡدِ رَبِّہٖ حَتّٰی یُسۡأَلَ عَنۡ خَمۡسٍ: عَنۡ عُمُرِہٖ فِیۡمَ أَفۡنَاہُ، وَعَنۡ شَبَابِہٖ فِیۡمَ أَبۡلَاہُ، وَمَالِہٖ مِنۡ أَیۡنَ اکۡتَسَبَہٗ، وَفِیۡمَ أَنۡفَقَہٗ، وَمَاذَا عَمِلَ فِیۡمَا عَلِمَ** (سنن ترمذی2416)(بحار الانوار، ج36، ص:80)

ترجمہ: ”آدمی کا پاؤں قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں صرف کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا، اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور اس کے علم کے سلسلے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا۔“

5۔ **اِجۡتَنِبُوا السَّبۡعَ الۡمُوۡبِقَاتِ، قَالُوۡا: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ، وَمَا ھُنَّ، قَالَ: الشِّرۡکُ بِاللّٰہِ، وَالسِّحۡرُ، وَقَتۡلُ النَّفۡسِ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ إِلَّا بِالۡحَقِّ، وَأَکۡلُ الرِّبَا، وَأَکۡلُ مَالِ الۡیَتِیۡمِ، وَالتَّوَلِّیۡ یَوۡمَ الزَّحۡفِ، وَقَذۡفُ الۡمُحۡصَنَاتِ الۡمُؤۡمِنَاتِ الۡغَافِلَاتِ** (صحیح بخاری2766)(وسائل الشیعۃ، ج15، ص:331)

ترجمہ: ”(لوگو) سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو، پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ سات ہلاک کرنے والی باتیں کون سی ہیں؟ فرمایا کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) جس جان کو مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا۔ (۴) یتیم کا مال کھانا۔ (۵) جہاد کے دن دشمن کو پیٹھ دکھانا۔ (۲) پاکدامن ایمان والی اور بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔“

6- مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (صحیح مسلم 49، 177)(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج12، ص:193)

ترجمہ: ”تم میں سے جو شخص منکر (ناقابل قبول کام) دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ (قوت) سے بدل دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے) اسے برا سمجھے اور اس کے بدلنے کی مثبت تدبیر سوچے (اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

7- نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (صحیح بخاری 6412)(سفینۃ البحار، ج6، ص:601)

ترجمہ: ”دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے (اور وہ دونوں نعمتیں) "تندرستی" اور "فراغت ہیں۔“

8- اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ (سنن ابن ماجہ 3984)(الھدایا الشیعۃ ائمۃ الھدی، ج1، ص:613)

ترجمہ: ”حلال واضح ہے، اور حرام بھی ان کے درمیان بعض چیزیں مشتبہ ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جان پاتے) کہ حلال ہے یا حرام (جو ان مشتبہ چیزوں سے بچے، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت و آبرو کو بچالیا، اور جو شبہات میں پڑ گیا، وہ ایک دن حرام میں بھی پڑ جائے گا، جیسا کہ چراگاہ کے قریب جانور چرانے والا اس بات کے قریب ہوتا ہے کہ اس کا جانور اس چراگاہ میں بھی چرنے لگ جائے، خبردار! ہر بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔“

9- لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (صحیح بخاری 5885)(بحار الانوار، ج763، ص:66)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں۔“

10- اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ: "يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ" (صحیح بخاری(5973)(بحار الانوار، ج71، ص:47)

ترجمہ: ”یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ سلام کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ نبی کریم سی نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔“

11- اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ صحیح بخاری 2448) نہج الفصاحۃ، ص: 162)

ترجمہ: ”مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کہ اس (دعا) کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔“

12- يُوْشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ، يُحَدَّثُ بِحَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِيْ، فَيَقُوْلُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ، اَلَا وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ (سنن ابن ماجہ 12)(ریاض السالکین فی شرح صحیفۃ سید الساجدین، ج3، ص:381)

ترجمہ: ”قریب ہے کہ کوئی آدمی اپنے آراستہ تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس سے میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو وہ کہے: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے، ہم اس میں جو چیز حلال پائیں گے اس کو حلال سمجھیں گے اور جو چیز حرام پائیں گے اسی کو حرام جانیں گے، تو سن لو! جسے رسول اللہ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے وہ ویسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔“

13- دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِيْنَةٌ، وَاِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ سنن ترمذی:2518)(وسائل الشیعۃ، ج27ص168

ترجمہ: ”جو چیز تجھے شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دے اور شک سے پاک چیز اختیار کر، کیونکہ سچائی میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں شک ہے۔“

14- لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ، حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (صحیح بخاری 15، صحیح مسلم (169) بحار الانوار، ج17، ص:14)

ترجمہ: ”تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔“

15- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ: سُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صحیح بخاری 527، صحیح مسلم (252)(مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج3، ص:43)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ :ن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا، میں نے پوچھا: اس کے بعد کون ؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔“

مشق

سوال نمبر ا۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

ا۔ حدیث مبار کہ میں ------ ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

(الف) ۵ (ب) ٦ (ج) ۷ (د) ۸

۲۔ قیامت کے دن میزان میں سب سے بھاری چیز ------- ہو گی۔

(الف) اعمال سیئہ (ب) اخلاق حسنہ (ج) والدین کی اطاعت (د) حکمرانوں کی اطاعت

۳۔ کتاب الاثار مرتب کی۔

(الف) امام ابو حنیفہؒ نے (ب) امام مالکؒ نے (ج) امام ابو یوسفؒ نے (د) امام محمدؒ نے

۴۔ حدیث کی روسے ------ کی بد دعا سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

(الف) مسافر (ب) یتیم (ج) مظلوم (د) بیوہ

۵۔ جو شخص ---------- چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔

(الف) حرام (ب) سود (ج) مشتبہ (د) رشوت

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

ا۔ حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟

۲۔ حدیث کی کتنی اقسام ہیں بیان کریں۔

۳۔ حدیث کی روسے کون کون سے اعمال افضل ہیں۔

۴۔ شک سے بچنے اور سچائی کو اختیار کرنے کے بارے میں حدیث تحریر کریں۔

توحید کے دلائل اور تقاضے

معنی و مفہوم

توحید کا لفظ ”و۔ح۔ د“ سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں ”ایک ہونا یا اکیلا ہونا“۔ جب کہ اصطلاح میں توحید سے مراد اس عقیدے پر یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں یکتا اور تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ہم پلہ نہیں ہے۔ اسلام میں توحید تمام عقائد میں سب سے اہم اور بنیادی درجہ رکھتا ہے۔ عقیدہ توحید پر کامل ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص ایمان لانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

توحید کی اقسام

قرآن و سنت کی روشنی میں توحید کی تین اقسام ہیں:

توحید فی الذات:

توحید فی الذات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں واحد اور یکتا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور اکیلا ہی رہے گا۔ سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (سورۃ الاخلاص: 3)

ترجمہ: ”نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔“

توحید فی الصفات:

توحید فی الصفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی صفات میں بھی یکتا اور یگانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذاتی اور لامحدود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ (سورۃ روم: 40)

ترجمہ: ”اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمھیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمھیں موت دیتا ہے پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا کیا تمھارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے؟ جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔“

توحید الوہیت (توحید فی العبادۃ):

توحید الوہیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سچا معبود مانا جائے اور ہر قسم کی عبادت اس کے لیے کی جائے اور مصیبت کے وقت صرف اور صرف اسی سے مدد مانگی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

توحید الوہیت:

إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (سورۃ النحل: 51)

ترجمہ: ”بے شک وہی ایک معبود ہے تو مجھ ہی سے ڈرو۔“

وجود باری تعالیٰ اور توحید کے دلائل:

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل پیش کرتی ہے۔ مثلاً دن اور رات کے تبدیل ہونے، موسم کا ایک قاعدے کے مطابق تبدیل ہونے، چاند، ستاروں اور سورج کا وجود میں آنا، ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا، سب کے سب انسان کو کسی ایسی ذات کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جو کہ قادر مطلق ہے۔ یہ تمام نشانیاں دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہی بات آتی ہے کہ ضرور کوئی ایسی ہستی موجود ہے جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا ہے اور اسے ایک قاعدے کے مطابق چلا رہا ہے۔ انسان کے ان تمام سوالات اور شبہات کے جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (سورۃ الزمر: 21)

ترجمہ: ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر زمین میں اس کے چشمے جاری کر دیے پھر وہ اس سے کھیتی نکالتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں پھر وہ (پک کر خشک ہو جاتی ہے پھر تم انھیں زرد دیکھتے ہو پھر وہ انھیں چورا چورا کر دیتا ہے بے شک اس میں ضرور عقل مندوں کے لیے نصیحت ہے۔“

عقیدہ توحید کے تقاضے:

عقیدہ توحید کا سب سے بنیادی تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ صرف اسی پر بھروسا کریں اور مصیبت کے وقت صرف اور صرف اسی سے مدد مانگیں، وہی ہمارا خالق، رازق اور معبود برحق ہے۔ پس ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کی ذات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا افعال میں شریک نہ ٹھہرائیں۔ عقیدہ توحید انسان سے یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ انسان اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کا خوف نکال دے اور تمام تر باطل قوتوں کے سامنے جھکنا اور ڈرنا چھوڑ دے۔

شرک اور اس کی اقسام

شرک کے لغوی معنی حصہ دار یا ساجھی پن کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں شرک کے معنی ہیں اللہ کی طرح کسی اور کو خدا ماننا یا خدا کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا بہت بڑا اور ناقابل معافی گناہ ہے۔ شرک کو ایمان کی ضد قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں شرک کو ”ظلم عظیم“ قرار دیا گیا ہے۔ شرک کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

شرک فی الذات:

شرک فی الذات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کیا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (سورۃ الاخلاص: 1-4)

ترجمہ: ”(اے نبی خاتم النبیین ﷺ) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔“

شرک فی الصفات: شرک فی الصفات سے مراد ہے صفات میں شرک یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ رحمان ورحیم ہے، سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اگر نعوذ باللہ کسی اور کو ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دیا جائے تو یہ صفات میں شرک کہلائے گا۔

شرک فی الافعال: شرک فی الافعال کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے مبارک افعال میں شرک کرنا۔ جو کام اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا، شرک فی الافعال کہلاتا ہے۔

عملی زندگی پر اثرات:

عقیدہ توحید انسان کی زندگی پر بہت زیادہ اثرات مرتب کرتا ہے۔ عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان خود دار اور باوقار ہو جاتا ہے۔ وہ دوسروں سے مانگنا چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا شروع کر دیتا ہے تو اس کی شخصیت میں واضح فرق آتا ہے۔ مزید یہ کہ عقیدہ توحید انسان کو ایک اچھا باعمل مسلمان بناتا ہے۔ عقیدہ توحید پر پختہ ایمان رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ کے خوف کے سوا ہر قسم کے خوف اور ڈر سے نجات پا لیتا ہے کیونکہ وہ اس بات پر کامل اور مضبوط ایمان رکھتا ہے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی اسے نفع پہنچا سکتا ہے نہ کوئی نقصان۔ عقیدہ توحید نہ صرف اللہ تعالیٰ کے بارے میں انسان کو متحد کرتا ہے بلکہ سارے انسانوں کو اولاد آدم قرار دیتا ہے۔ یعنی سارے انسان برابر اور مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے۔ اس عقیدہ سے انسان تنگ نظری اور تعصب سے محفوظ رہتا ہے اور وسعت قلب و نظر پیدا ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم عقیدہ توحید پر سختی سے کاربند رہیں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی ہمارا مقدر بنے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ وحدت کا معنی ہے:

(الف) ایک ہونا (ب) قریب ہونا (ج) بے مثل ہونا (د) بڑا ہونا

۲۔ اسلام میں تمام عقائد میں سب سے اہم اور بنیادی درجہ رکھتا ہے:

(الف) عقیدہ توحید (ب) عقیدہ رسالت (ج) عقیدہ آخرت (د) عقیدہ تقدیر

۳۔ قرآن مجید کی سورۃ الاخلاص میں کسی چیز کی تعلیمات کا تذکرہ ہے؟

(الف) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (ب) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا (ج) نعمتوں کا شکر ادا کرنا (د) توحید بیان کرنا

۴۔ اس بات پر یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی کو ہی سچا معبود مانا جائے اور ہر قسم کی عبادت اس کے لیے کی جائے، کہلاتا ہے۔

(الف) توحید فی الذات (ب) توحید فی الصفات (ج) توحید الوہیت (د) توحید فی الافعال

۵۔ قرآن مجید نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے کیونکہ شرک کرنے سے انسان:

(الف) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے۔ (ب) یہود و نصاریٰ کا ساتھی بن جاتا ہے۔

(ج) نماز و روزہ کا منکر ہو جاتا ہے۔ (د) حج اور زکوۃ کا انکار کرتا ہے۔

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ توحید فی الذات سے متعلق قرآن مجید میں کیا ارشاد ہے؟

۲۔ توحید الوہیت کا کیا تقاضا ہے؟

۳۔ شرک فی الافعال کی دو مثالیں روزمرہ زندگی سے پیش کریں۔

۴۔ **إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ** اس آیت مبارکہ میں توحید کی کونسی قسم کا ذکر ہے؟

۵۔ مظاہر فطرت انسان کے عقیدہ توحید کو مضبوط کرنے میں کس طرح مدد کرتے ہیں؟

رسالت محمدی ﷺ کی خصوصیات

عقیدۂ رسالت:

دنیا میں سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو منتخب کیا، جنہیں ہم نبی یا رسول کہتے ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام جبکہ سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ تمام انبیا کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت کو برحق ماننا، عقیدہ رسالت کہلاتا ہے۔

عقیدہ رسالت، عقیدہ توحید کے بعد اسلام کا دوسرا بڑا عقیدہ ہے۔ لفظ "نبوت" "نبا" سے نکلا ہے، جس کے لغوی معنی خبر کے ہیں جبکہ خبر دینے والے کو نبی کہا جاتا ہے۔ رسالت کے لغوی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں، پیغام پہنچانے والے کو رسول کہا جاتا ہے۔ نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ رسول کو اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے کر بھیجتے ہیں، جبکہ نبی اپنے سے پچھلے رسول کی شریعت کو آگے لے کر چلتے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصائص و کمالات سے نوازا ہے۔ یہ تمام ہستیاں اپنے دور کی سب سے نیک اور باکمال ہستیاں ہوتی ہیں جو باقی تمام انسانوں سے اخلاق میں بلند اور ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے چند انبیا کرام علیہم السلام کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، مگر ان کی کل تعداد کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (سورۃ النساء: 164)

ترجمہ: "اور ایسے بھی رسول ہیں یقیناً جن کے حالات (اس سے) پہلے ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور وہ رسول بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے۔"

وحیِ الٰہی: اقسام اور صورتیں

علم کے بہت سارے ذرائع ہیں۔ ان میں حواس خمسہ، عقل، مشاہدہ و تجربہ، وجدان اور الہام شامل ہیں۔ وحی علم کے ذرائع میں سے سب سے مستند ذریعہ ہے۔ وحی کے لغوی معنی ہیں اشارہ کرنا، چھپ کر بات کرنا یا دل میں بات ڈالنا۔ جبکہ اصطلاح میں انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو وحی کہا جاتا ہے۔

وحی کی اقسام: وحی کی تین اقسام ہیں۔

وحی متلو: یہ ایسی وحی ہے جس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔
وحی غیر متلو: یہ ایسی وحی ہے جو نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک پر معانی کی صورت میں نازل کی گئی اور ان معانی کو آپ ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہو۔ اس سے مراد احادیث مبارکہ ہے۔
وحی کی صورتیں: وحی کی تین صورتیں ہیں۔
وحی قلبی: اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کے واسطے کے بغیر براہِ راست کوئی بات بیداری یا خواب میں اپنے پیغمبر کے دم میں الہام کر دے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔
کلام الٰہی: اللہ تعالیٰ براہِ راست اپنے نبی سے کلام فرماتا ہے۔ اس وحی میں بھی کسی فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ وحی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔
وحی مَلکی: اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کے ذریعے سے اپنا پیغام بھیجتے ہیں۔ اس وحی کی تین صورتیں ہیں۔ کبھی فرشتہ نظر نہیں آتا صرف اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب میں گھنٹی کی مشابہ خوبصورت آواز سنائی دیتی ہے، جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا پیغام ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ فرشتہ کسی انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے۔ کبھی کبھی فرشتہ اپنی اصلی صورت میں بھی ظاہر ہو کر کلام کرتا ہے۔

رسالت محمدی کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ مگر جن فضائل و کمالات سے نبی کریم ﷺ کی ذات کو نوازا، وہ کسی اور نبی میں نہیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کسی ایک قوم یا علاقے کی ہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے۔ مگر آپ ﷺ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر فرمایا۔ آپ ﷺ کائنات کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے اور قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت و کامیابی کا ذریعہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک آپ ﷺ کی ذات ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بہترین نمونہ قرار دیا۔ نہ صرف بطور لیڈر، بلکہ آپ ﷺ بطور استاد، بطور باپ، بطور سپہ سالار، بطور حاکم، رہتی دنیا تک کے لیے ایک بہترین اور کامل مثال ہیں۔ رسالت محمدی ﷺ اسلام کی خصوصیات کے نمایاں پہلوؤں میں سے آپ ﷺ کا مقام شفاعت پر فائز ہونا، حوض کوثر کا تصرف ہونا، مقام محمود عطا کیا جانا، خاتم النبیین ﷺ ہونا اور دین کو مکمل کرنا بھی شامل ہیں۔

حضور ﷺ کے معجزات

معجزے سے مراد ہے کسی بھی نبی کی ذات سے صادر ہونے والا ایسا کام جو دوسروں کی عقل کو عاجز کر دے۔ حضور ﷺ کا سب سے بڑا اور زندہ معجزہ قرآن مجید ہے۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی اس کتاب میں تا قیامت کوئی تبدیلی نہیں آسکتی اور یہ حرف بہ حرف حقیقت پر مبنی ہے۔ مکہ میں کفار کے مطالبے پر نبی کریم ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے تھے۔ ڈوبے ہوئے سورج کا دوبارہ طلوع ہونا، کنکریوں کا آپ ﷺ کی مٹھی مبارک میں کلمہ پڑھنا، کھجور کے خشک تنے کا بولنا، ہاتھوں کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، درخت کا اپنی جڑوں سمیت اکھڑ کر حاضر ہو جانا وغیرہ جیسے بے شمار معجزات ہیں۔
آپ ﷺ کا ایک معجزہ واقعہ معراج ہے۔ نبوت کے گیارہویں سال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے پہلے مسجد اقصیٰ بلایا، جہاں آپ ﷺ کی امامت میں کئی انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھی۔ پھر یہاں سے آپ ﷺ نے آسمانوں کا مبارک سفر کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے عرش الٰہی پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔

عقیدہ ختم نبوت

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب، قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انسانیت کے لیے پیغام مکمل ہو چکا۔ آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نبی اور رسول آئے گا اور نہ ہی آسکتا ہے۔ کوئی بھی شخص جو آپ ﷺ کے بعد نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا اور کذاب کہلائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے پر یوں روشنی ڈالی ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (سورۃ الاحزاب: 40)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (خاتم النبیین ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

ختم نبوت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

بے شک رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی کوئی نبی ہے" (ترمذی 2272)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور ان کے ساتھ جہاد کی۔ ان میں سے ایک مسلیمہ کذاب بھی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر بھیجا اور جنگ یمامہ لڑی گئی۔ قیامت تک کوئی بھی شخص اگر اپنے نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو امت مسلمہ پر لازم ہے کہ اس کو جھوٹا اور کذّاب مانیں اور اس کے خلاف جہاد کریں۔ ہمیں چاہیے کہ عقیدۂ ختمِ نبوت پر ایمان مضبوط رکھیں۔ دعوت دین اور حفاظتِ دین کا فریضہ اب آخری اُمت ہونے کے ناطے سے مسلمان اُمّت کا ہے۔ اس لیے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے سرانجام دیں اور انکارِ ختم نبوت والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ عقیدہ توحید کے بعد اسلام کا دوسرا بڑا عقیدہ ہے:

(الف) عقیدو آخرت (ب) عقید در سالت (ج) عقیدہ تقدیر (د) ملائکہ پر ایمان

۲۔ نبی کا لغوی معنی ہے:

(الف) ہدایت دینے والا (ب) خوشخبری دینے والا (ج) خبر دینے والا (د) سلام دینے والا

۳۔ انبیا کرام علیہم السلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد تھا۔

(الف) لوگوں کو ہدایت دینا (ب) دنیا کو آباد کرنا

(ج) دنیا پر حکومت کرنا (د) لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا

۴۔ رسالت محمدی ﷺ اسلامی تعلیم کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔

(الف) سب سے آخری اور حتمی نبی اور رسول (ب) زیادہ معجزات والے رسول

(ج) دشمنوں کو معاف کرنے والے رسول (د) غلاموں کو سردار بنانے والے رسول

۵۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ:

(الف) کفر اور شرک کا خاتمہ ہو چکا (ب) اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانیت تک پہنچ چکا

(ج) تمام انسانیت ایمان لا چکی (د) تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اپنائی جا چکیں

۶۔ واقعہ معراج حضور صل ال السلام کے کسی وصف کی بہترین مثال ہے؟

(الف) رحمۃ للعلمین (ب) معجزات نبوت (ج) صادق وامین (د) رحمت وشفقت

ب۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ عقیدہ پر سالت سے کیا مراد ہے؟

۲۔ نبیوں علیہم السلام کی عموماً کیا خصوصیات ہوتی ہیں؟

۳۔ وحی کے معنی اور صورتیں تحریر کریں۔

۴۔ نبی کریم ﷺ کے دو خصوصی معجزات بتائیں۔

۵۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ملائکہ پر ایمان

عقیدہ ملائکہ:

فرشتوں کو عربی میں ملائکہ کہا جاتا ہے۔ ملائکہ ملک کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں "مالک ہونا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا، جو ہر قسم کی خطا سے پاک ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ فرشتوں کی اصل تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ فرشتوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (سورة الانبیاء:19-20)

ترجمہ: "اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی تھکتے ہیں۔ وہ دن اور رات تسبیح بیان کرتے ہیں وہ سستی نہیں کرتے۔"۔

فرشتوں کی صفات:

فرشتوں کی کوئی ایک مخصوص شکل وصورت نہیں ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی روپ بھی ڈھال سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک ایسے شخص کی شکل میں آئے تھے کہ ان کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال غیر معمولی طور پر سیاہ تھے اور ان پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے۔ فرشتے اپنے فرائض بغیر تھکاوٹ اور بغیر کسی تکبر کے کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری میں کوشاں رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے قاصد اور پیامبر ہیں۔ یہ آسمان وزمین کے درمیان اترنے چڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں کیونکہ ان کے پر ہوتے ہیں۔ ان کا وجود حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل کا ہے۔

مشہور فرشتوں کے نام اور ذمہ داریاں:

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں اور فرشتے ہر وقت ہر لمحہ بنا تھکاوٹ اس میں مگن رہتے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

- حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام انبیاکرام علیہم السلام کو وحی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے تھے۔
- حضرت میکائیل علیہ السلام کی ذمہ داری مخلوق پر بارش برساتا اور رزق پہنچانا ہے۔
- حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ذمہ داری تمام جان داروں کی روح قبض کرنا ہے
- قیامت کے دن صور پھونکنے کی ذمہ داری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ہے۔
- ان چار مشہور فرشتوں کے علاوہ جنت کے داروغہ کی ذمہ داری حضرت رضوان علیہ السلام کی ہے۔
- جہنم کے داروغہ کی ذمہ داری حضرت مالک علیہ السلام کے پاس ہے۔
- قبر میں انسان سے سوال کرنے والے فرشتوں کو "منکر نکیرین" کہا جاتا ہے۔ یہ فرشتے انسان سے اس کے دین کے متعلق سوالات کرتے ہیں۔
- کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کی ذمہ داری انسانوں کے اعمال کی حفاظت ہے۔ یہ فرشتے ہر انسان کے ساتھ مامور ہوتے ہیں اور انسان کے ہر اچھے اور برے عمل کا حساب محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کو "کراماکاتبین" کہا جاتا ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور نماز عصر اور نماز فجر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری تھی، وہ آسمان کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتے ہیں، حالانکہ وہ بہتر علم رکھتے ہیں، کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ اس پر وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح بخاری: 3771)
- کئی ایسے فرشتے ہیں جو نماز جمعہ میں شرکت کرنے والوں کا اندراج کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔" (صحیح بخاری: 929)

عملی زندگی پر اثرات:

فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان کی عملی زندگی میں بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انسان میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی حفاظت اور انسانوں کو رزق اور نعمتیں پہنچانے کے لیے اس مخلوق کی ذمہ داری لگائی ہے۔ اس کے علاوہ انسان میں علم حاصل کرنے کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے کہ وہ علم ہی وجہ تھی، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نوری مخلوق پر فضیلت دی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دل میں فرشتوں سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں مگن رہتے ہیں اور انسانوں کی طرح غرور و تکبر اور خطاؤں سے پاک رہتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ انسان کو یہ احساس بھی رہتا ہے کہ اس کے ہر عمل کا حساب فرشتے کر رہے ہیں۔ اس لیے اسے ہر عمل سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے دور رہنا چاہیے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ ہر قسم کی خطا سے پاک اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے:

(الف) انسان (ب) جن (ج) فرشتے (د) حیوانات

۲۔ حضور ﷺ کے پاس انسانی شکل میں آئے:

(الف) حضرت جبرائیل علیہ السلام (ب) حضرت میکائیل علیہ السلام
(ج) حضرت عزرائیل علیہ السلام (د) حضرت اسرافیل علیہ السلام

۳۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) شک کی بنا پر (ب) تکبر کی بنا پر (ج) احساس کمتری کی بنا پر (د) بنا کسی وجہ کے

۴۔ جہنم کے داروغہ کا نام ہے:

(الف) رضوان (ب) عزرائیل (ج) مالک (د) اسرافیل

۵۔ فرشتوں پر ایمان رکھنے سے انسان کی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) نیک اعمال کا ذوق بڑھتا ہے۔ (ب) محنت و مشقت کا شوق ہوتا ہے
(ج) انسانوں کی بڑائی کا احساس ہوتا ہے۔ (د) فرشتوں کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔

ب۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ لفظ ملائکہ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ کراماکاتبین کون کہلاتے ہیں؟
۳۔ فرشتوں کی تین صفات لکھیں۔
۴۔ نماز جمعہ کے موقع پر فرشتوں کو کیا ذمہ داری دی جاتی ہے؟
۵۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان میں عاجزی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

کتب سماویہ پر ایمان

تعارف:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ تک جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض پر کتابیں اور بعض پر صحائف نازل فرمائے۔ ان تمام کتابوں اور صحائف کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ہونے پر سچے دل سے ایمان لانا ایمان بالکتب یا کتب سماویہ پر ایمان لانا کہلاتا ہے۔ اس عقیدے کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ ءَامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِى نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِن قَبْلُ (سورۃ النساء:136)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ پر اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی اور اُن کتابوں پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائیں“۔

تمام آسمانی کتابوں میں کئی تعلیمات مشترک تھیں جن میں عقیدہ توحید سر فہرست ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان آسمانی کتب میں انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے لیے تعلیمات بھی تھیں۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ پچھلی کتب کو ان کے ماننے والوں نے تحریف کر دیا۔ اب وہ کتابیں اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہیں۔ مگر قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے۔ قرآن مجید میں قیامت تک کوئی بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

مشہور آسمانی کتب

قرآن مجید میں ہمیں چار آسمانی کتب کے نام ملتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

تورات: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
قرآن مجید: نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوا۔

مقاصد

تمام انبیا کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان، حضرت آدم علیہ السلام کو صحیفہ دے کر دنیا میں بھیجا تاکہ آپؑ کی اولاد حق اور باطل، سچ اور جھوٹ میں فرق کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ جانیں۔ مگر آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو صحیفہ دے کر بھیجا اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو شرک چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تلقین کی۔ اسی طرح جب بھی کوئی قوم حق کے راستے سے بھٹک کر شرک اور ظلم کی راہ پر چل پڑتی اور اس معاشرے میں برائیاں عام ہو جاتیں، تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر اپنا پیغام نازل کرتے۔ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے قبل بھی، دنیا برائیوں میں ڈوب چکی تھی، عدل و انصاف کا فقدان تھا، لوٹ مار، ظلم و جبر عام تھا۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے، لوگ کفر و شرک کے راستے پر چل پڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صحرائے عرب میں ایک ایسے نبی کو اپنا آخری کلام دے کر بھیجا، جس نے معاشرے سے ظلم و جہل کے بادل ہٹائے اور دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔

جب حضور ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی تو آپ ﷺ مکہ شہر سے باہر ایک غار میں غور و فکر اور عبادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ یہیں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی دے کر بھیجا۔ وحی اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے نبیوں تک پہنچاتے ہیں۔ وحی کے الفاظ کلام الٰہی ہوتے ہیں اور اس امت کے لیے احکام کا درجہ رکھتے ہیں۔

دلائل

کسی بھی کلام کی اہمیت کلام کرنے والے پر منحصر ہوتی ہے۔ جب کلام کائنات کے خالق کا ہو تو وہ کلام اہمیت کی معراج پر ہوتا ہے۔ اس کلام کے مقابلے میں دنیا کا ہر کلام بے معنی ہو جاتا ہے۔ دنیا میں بسنے والا ہر انسان چاہے وہ جتنی بھی فصاحت و بلاغت کا دعویٰ کرنے والا ہو، کلام اللہ کا مقابلہ کسی صورت نہیں کر سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر قرآن نازل فرمایا تو اہل عرب جو ساری دنیا میں فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، ششدر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں نہ تو کہیں تضاد ممکن ہے اور نہ ہی کوئی خطا کا

تصور ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر دنیا ومافیہا کے ہر کلام سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام کا واقعہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت اور پر تاثیر ہونے کی دلیل ہے۔

آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات

تمام تر آسمانی کتب میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تعلیم تھی۔ تمام انبیا کرام علیہم السلام نے اپنی قوم کو اس بات کی تعلیم دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اچھے اور نیک اعمال کی تلقین بھی تمام آسمانی کتب کا حصہ رہی ہے۔ ان کتب میں عقیدہ آخرت کا درس اور انسان کو اپنی آخرت کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں کیا تھا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں ساری باتیں عبرت کی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تعجب ہے اس شخص پر جسے موت کا یقین ہے پھر بھی وہ (برائی کر کے) خوش ہوتا ہے! تعجب ہے اس شخص پر جسے جہنم کا یقین ہے، پھر بھی وہ (گناہ کر کے ہنستا ہے!اور تعجب ہے اس شخص پر جسے تقدیر (یعنی ہر چیز کے خالق ومالک اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت) پر یقین ہے پھر بھی وہ نیکی میں کوشش کرنے سے تھکتا ہے! اور تعجب ہے اس شخص پر جسے دنیا کے لیے دنیا والوں کا بے سکون ہوتا تو نظر آرہا ہے پھر بھی وہ دنیا ہی پر لگا (جما ہوا ہے! اور تعجب ہے اس شخص پر جسے حساب کا یقین ہے پھر بھی وہ برے کام کرتا ہے۔ (صحیح ابن حبان: 361)

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ○وَذَكَرَ ٱسۡمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ○ بَلۡ تُؤۡثِرُونَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا○ وَٱلۡأٓخِرَةُ خَيۡرٞ وَأَبۡقَىٰٓ○إِنَّ هَٰذَا لَفِي ٱلصُّحُفِ ٱلۡأُولَىٰ صُحُفِ إِبۡرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ○(سورۃ الاعلیٰ: 14-19)

ترجمہ: ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ اور جس نے اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز ادا کی۔ مگر تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالاں کہ آخرت بہت بہتر اور (ہمیشہ) باقی رہنے والی ہے۔ یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں۔''

پس ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر اپنا کامل یقین رکھیں۔ مگر چوں کہ پچھلی کتابیں تحریف کا شکار ہو چکیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہدایت کا ذریعہ قرآن مجید کو قرار دیا ہے، ہم قرآن مجید کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہوں اور اس کے اصولوں کو اپنے لیے ضابطہ حیات بنائیں، تاکہ ہم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ ایمان بالکتب سے مراد ہے:

(الف) ہر مذہبی کتاب پر یقین رکھنا (ب) قرآن مجید پر یقین رکھنا

(ج) تمام آسمانی کتب پر یقین رکھنا (د) تمام اسلامی کتب پر یقین رکھنا

۲۔ آسمانی کتب نازل کرنے کا مقصد تھا:

(الف) انسان کو محنت کا درس دینا (ب) انسان کو دنیا کا حاکم بنانا

(ج) انسان کو ہدایت کا راستہ دکھانا (د) انسان کو فرشتوں پر فضیلت دینا

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو درس دیا:

(الف) صبر و تحمل کا (ب) اتفاق واتحاد کا (ج) اخوت ورواداری کا (د) ایک اللہ کی عبادت کا

۴۔ قرآن مجید کی کون سی صفت سے متاثر ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا؟

(الف) ابدی ولافانی تعلیمات والا کلام (ب) مکمل ضابطہ حیات رکھنے والا کلام

(ج) پر تاثیر اور فصاحت وبلاغت والا کلام (د) مشرکین کی بداعمالیاں بیان کرنے والا کلام

۵۔ تمام آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات میں شامل ہیں۔

(الف) توحید اور آخرت (ب) نماز پنجگانہ اور روزہ (ج) حج اور زکوۃ وعشر (د) جہاد اور غزوات

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں تھیں:

(الف) علم کی باتیں (ب) جنت وجہنم کی باتیں (ج) اجر وثواب کی باتیں (د) عبرت کی باتیں

ب۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ ایمان بالکتب سے کیا مراد ہے؟

۲۔ پچھلی آسمانی کتب کی مکمل پیروی کیوں ممکن نہیں؟

۳۔ آسمانی کتب کے نہ ہونے سے انسان پر کیا اثر پڑتا ہے؟
۴۔ ہمارے نبی ﷺ کی بعثت سے قبل دنیا کا کیا نقشہ تھا؟
۵۔ قرآن مجید کی فضیلت پر ایک آیت کریمہ کا ترجمہ تحریر کریں۔

آخرت پر ایمان

تعارف:

تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر اپنے دنیا میں کیے گئے ہر عمل کا حساب دینا ہو گا اور اس کے مطابق اللہ تعالیٰ اسے سزا و جزا دیں گے۔ یہ عقیدہ اسلام میں عقیدہ آخرت کہلاتا ہے اور اسلام میں اس عقیدے پر یقین رکھنا ایمان کا اہم حصہ ہے۔ لفظ آخرت کا معنی ہے "بعد میں آنے والی چیز"۔ اس عقیدے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الجاثیہ: 26)

ترجمہ: "آپ خاتم النبیین ﷺ فرما دیجیے کہ اللہ ہی تمہیں زندگی عطا فرماتا ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا پھر وہی تمہیں قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

موت کے بعد ہر انسان کو مختلف مراحل سے گزرنا ہو گا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

برزخ

موت کے بعد انسان قیامت آنے تک جس مرحلے میں رہتا ہے، اسے برزخ کہا جاتا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے روح قبض کرنے کے بعد انسان کی روح عالم برزخ میں پرواز کر جاتی ہے۔ نیک اعمال کرنے والے برزخ میں بھی آرام و سکون میں رہیں گے، جبکہ بد اعمال لوگوں کے لیے عالم برزخ میں ہی تکالیف کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ جس طرح دنیا میں سردی گرمی، آرام و تکلیف وغیرہ سب باتیں جسم محسوس کرتا ہے، اسی طرح موت کے بعد عالم برزخ میں بھی انسان کی روح ہر تکلیف اور فرحت کو محسوس کرے گی۔

یوم قیامت

یہ دنیا جو اپنی آب و تاب کے ساتھ قائم ہے، ایک دن ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ حکم کرے گا اور دنیا اور اس میں بسنے والی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ عالم برزخ سے تمام روحوں کو قیامت کے میدان میں اکٹھا کیا جائے گا اور حساب و کتاب کا عمل شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ میزان عدل قائم کریں گے جس پر ہر انسان کے ہر عمل کو تولا جائے گا۔ ایک پلڑے میں نیکیاں اور دوسرے میں اس کی برائیاں رکھ کر تولی جائیں گی۔ اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو انسان کے لیے جنت لکھ دی جائے گی اور اگر برائیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو اس کے لیے جہنم لکھ دی جائے گی۔ اس متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

حوض کوثر

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (سورۃ الانبیاء: 47)

ترجمہ: "اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہو گا تو ہم اسے (بھی) لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔"

قیامت کے دن جہاں انسان گرمی کی شدت کی وجہ سے سخت پیاس میں مبتلا ہو گا، وہاں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو حوض کوثر عطا فرمائیں گے۔ آپ اس حوض سے اپنی امت کے پیاسے لوگوں کو جام پلائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر اور پیالے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں، جو انسان اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا اور اس سے پی کر جانے والا انسان ہمیشہ سیر اب رہے گا۔ (صحیح مسلم: 400)

شفاعت رسول ﷺ

قیامت کے دن جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ ہر کوئی اپنے حساب کی فکر میں ہو گا حتی کہ ماں بھی اپنی اولاد کو نہ پہچانے گی۔ گرمی کی شدت ہو گی اور کچھ لوگ اپنے ہی پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے۔ اس وقت لوگ بے قرار ہو کر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس جا کر شفاعت کی درخواست کریں گے۔ مگر سب انبیاء ان سے یہی کہیں گے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔ اس عالم میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہی ایک ایسی شخصیت ہو گی جو سب کی ڈھارس بندھائے گی اور گناہگاروں کے لیے امید کا باعث بنے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ اپنی امت کے گناہ گار لوگوں کی شفاعت طلب فرمائیں گے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب! شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ ﷺ فرمائیں گے میری امت! میری امت!"۔ اس پر حکم ہو گا کہ جائیں اور جہنم سے نکال لائیں جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ (صحیح بخاری: 7072)

پل صراط

پل صراط جہنم کے اوپر واقع ایک نہایت باریک اور تیز دھار پل ہے، جس کے اوپر سے ہر انسان کو گزرنا ہو گا۔ نیک اور صالح لوگ اس پل سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہایت آسانی سے گزر کر جنت تک پہنچ جائیں گے۔ جبکہ بد اعمال لوگوں کے لیے یہ نہایت مشکل مرحلہ ہو گا۔ وہ اس باریک پل سے اوندھے منہ جہنم میں گر پڑیں گے۔ پل صراط کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم پر ایک پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، اس پر لوہے کے کنڈے اور کانٹے ہیں جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ اُسے پکڑیں گے۔ لوگ اس سے گزریں گے، بعض پلک جھپکنے کی طرح، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض بہترین اور اچھے گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح (گزریں گے) اور فرشتے کہتے ہوں گے: "رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ" (یعنی اے پروردگار سلامتی سے گزار، اے پروردگار سلامتی سے گزار) بعض مسلمان نجات پائیں گے، بعض زخمی ہوں گے، بعض اوندھے ہوں گے اور بعض منہ کے بل جہنم میں گر پڑیں گے۔ (مسند احمد: 24847)

جنت و جہنم

روز قیامت حساب و کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو اپنے وعدے کے مطابق جنت میں داخل کرے گا اور برے لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا جہاں انھیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کر رکھی ہیں جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اُن کا کبھی خیال گزرا ہے۔ (صحیح بخاری: 3244) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بدکار لوگوں کے لیے جہنم کا ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ اس قدر سخت عذاب ہو گا کہ خود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی اس سے پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

عقیدہ آخرت کے عملی زندگی پر اثرات

عقیدہ آخرت کے انسان کی عملی زندگی پر مرتب ہونے والے چند ایک اثرات درج ذیل ہیں:

احساس ذمہ داری: عقیدہ آخرت پر پختہ یقین انسان کو ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔ جس سے وہ برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

جرات و بہادری: عقیدہ آخرت انسان میں جرات و بہادری کا جذبہ پیدا کرتا ہے جس سے وہ برائیوں کے خلاف ڈٹ جاتا ہے۔

صبر و تحمل: عقیدہ آخرت پر پختہ ایمان رکھنے سے انسان تکلیفوں اور مصیبتوں میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

نیکی سے رغبت اور برائیوں سے نفرت: عقیدہ آخرت پر پختہ ایمان رکھنے والا نیکیوں کی طرف راغب اور برائیوں سے متنفر ہو جاتا ہے۔ وہ جھوٹ سے نفرت اور سچ سے محبت کرتا ہے۔

مال سے رَغبت کا خاتمہ: اس عقیدے پر ایمان رکھنے والے کی بے جا مال و دولت کی رغبت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی سے مطمئن رہتے ہیں۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی آخرت کی تیاری کرتے رہیں اور اس دنیا کے عارضی ہونے کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ اخروی زندگی کے خوف سے اپنے اعمال درست رکھنے میں ہی ہماری نجات کا سامان ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ اپنے پیاروں کی موت دیکھ کر انسان کو احساس ہوتا ہے:
(الف) دکھ اور تکلیف کا (ب) بیماریوں کا (ج) اپنی کمزوریوں کا (د) دنیا کی بے ثباتی کا

۲۔ موت کے بعد انسان کی روح پرواز کر جاتی ہے:
(الف) قبر میں (ب) میدان حشر میں (ج) عالم برزخ میں (د) جنت یا جہنم میں

۳۔ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ شفاعت فرمائیں گے:
(الف) امت کے نیکوکاروں کی (ب) امت کے گناہگاروں کی (ج) تمام امت مسلمہ کی (د) تمام بنی نوع انسان کی

۴۔ عقیدہ آخرت پر عمل کرنے سے زندگی پر اثر پڑتا ہے:
(الف) محنت کرنے کا شوق بڑھتا ہے۔ (ب) دنیا میں کامیابی کا جذبہ بڑھتا۔
(ج) زندگی سے جی اکتا جاتا ہے۔ (د) نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ حوض کوثر سے پینے کے بعد لوگوں پر کیا اثر ہو گا؟
(الف) ہمیشہ کے لیے سیراب ہو جائیں گے۔ (ب) صغیرہ گناہ ختم ہو جائیں گے۔
(ج) پینے کی طلب بڑھ جائے گی۔ (د) کبیرہ گناہ ختم ہو جائیں گے۔

۶۔ پل صراط واقع ہے:

(الف) جنت کے اوپر (ب) جہنم کے اوپر (ج) عالم برزخ میں (د) میدانِ قیامت میں

ب۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ قرآن مجید میں آخرت کو کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

۲۔ دنیا میں موت دیکھنے سے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

۳۔ برزخ کی زندگی سے کیا مراد ہے؟

۴۔ میزان عدل کسے کہتے ہیں؟

۵۔ ایک گناہ گار امتی کے لیے آخرت میں نبی کریم ﷺ کس طرح مدد فرمائیں گے؟

۶۔ عقیدہ آخرت پر ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

فلسفہ نماز

اہمیت

"نماز" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ نماز کو عربی میں صلوۃ کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں دعا۔ نماز شب معراج کے موقع پر مسلمانوں پر فرض کی گئی۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر دن میں پانچ مرتبہ نماز فرض ہے۔ قرآن و حدیث میں نماز کا کثرت سے ذکر اس کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ اسلامی نظام عبادات میں نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (سورۃ البقرہ: 43)

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

نبی اکرم ﷺ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ نماز تہجد، نماز اشراق اور نماز چاشت کا بھی اہتمام فرماتے اور پھر خاص مواقع پر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار کے لیے نماز ہی کو ذریعہ بناتے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے۔ نماز کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت امت کو جن چیزوں کی وصیت فرمائی ان میں سے ایک نماز ہے۔ حتیٰ کہ آخری الفاظ جو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر بار بار آتے تھے وہ یہی تھے کہ نماز کو لازم پکڑو اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ (ابوداود، حدیث:۵۱۵۶)۔

نماز کی پابندی کرنا ایک نہایت بابرکت اور افضل عمل ہے، جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے ساتھ ساتھ بے شمار فضیلتیں ملتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نماز کو اس کے مقرر وقت پر پڑھنا۔" (صحیح مسلم:85)

فلسفہ نماز

اسلام کے تمام تر قوانین اور تعلیمات کے پیچھے کئی فلسفے ہیں جن کی وجہ سے انہیں نافذ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بعض فلسفوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے کئی فلسفے رکھے ہیں۔ کئی ایسی حکمتیں اور راز ہیں جو نماز قائم کرنے کے پیچھے پوشیدہ ہیں۔ نماز کے ان فلسفوں میں سے سب سے اہم فلسفہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِي (سورۃ طہٰ:14)

ترجمہ: "اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

نماز ادا کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہی نماز کا اصل فلسفہ ہے اور یہی وہ اصول ہے جو انسان کو تمام تر مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دلا سکتا ہے۔ نماز انسان کے لیے ایک ایسا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو اسے ان تمام مسائل سے نجات دلا کر اسے خالق کی یاد سے جوڑ دیتی ہے۔ نماز ہی سے انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نماز کا ایک فلسفہ انسان کو برائی سے روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ نمازی جب نماز ادا کرنے کے لیے تکبیر بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی کا اقرار کرتا ہے۔ پھر نماز کے دوران روز قیامت کا اقرار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کی دعا کرتا ہے۔ یوں انسان جب نماز کو اپنی زندگی کا ایک لازمی حصہ بنالیتا ہے تو اس کا دل برائیوں سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے جڑ جاتا ہے۔ یہی وہ یاد ہے جو انسان کو دنیا و آخرت کے ہر امتحان میں کامیاب و کامران کر دیتی ہے۔

نماز میں خشوع وخضوع اور اخلاص

اسلام میں نماز محض چند افعال کا نام نہیں، بلکہ ایک ایسی جامع عبادت ہے جو انسان کے دل کو اپنے پروردگار کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔ حدیث پاک میں اسے مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ اس صورت ممکن ہے اگر نماز خشوع خضوع اور اخلاص کے ساتھ ادا کی جائے اور انسان دنیا کی سوچوں سے آزاد ہو کر اپنا قبلہ اپنے رب کی طرف کرے۔ نماز

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ادا کی جائے، اس میں ریاکاری اور دکھاوے کا کوئی بھی پہلو نہ ہو۔ اگر نماز اخلاص سے خارج ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قبولیت نہیں پاتی۔ کیونکہ ہر عمل کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔ اگر نیت ہی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے، تو چاہے جتنا بھی لمبا قیام ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ رسول اللہ صلی علیم نے اس متعلق ارشاد فرمایا کہ "کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ جنہیں نماز میں سوائے تھکاوٹ اور مشقت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا (سنن ابن ماجہ: 169)۔ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طرز عمل بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ صحابہ کرام نماز کے دوران اس قدر پر سکون اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن ہوتے کہ اگر کوئی چڑیا بھی اوپر بیٹھ جاتی تو انہیں خبر نہ ہوتی۔

جسمانی اور روحانی فوائد

نماز میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار دینی اور دنیوی فوائد رکھے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

گناہوں اور برائیوں سے نجات: نماز پڑھنے سے انسان کا دل گناہوں اور برائیوں سے بے زار ہو جاتا ہے۔ نہ صرف نماز انسان کے لیے برائیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، بلکہ یہ انسان کو کئی بلاؤں اور پریشانیوں سے بھی نجات دلاتی ہے۔

رزق اور صحت میں برکت: نماز رزق میں فراوانی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ کئی ایسی بیماریاں اور پریشانیاں ہیں جو نماز سے ٹل جاتی ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز میں شفاء ہے۔ (مسند احمد: 390)

شیطان سے حفاظت: نماز ی قیر الی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ نماز انسان کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب تک انسان نماز کی پابندی کرتا ہے، شیطان اس سے دور رہتا ہے۔ جیسے ہی انسان نماز ترک کر دیتا ہے، شیطان اسے اپنے جال میں جکڑ لیتا ہے۔

جہنم سے نجات: نماز مسلمان کے لیے جہنم سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والے شخص کے لیے جہنم سے نجات کی بشارت ہے۔

جسمانی و ذہنی تازگی: اس کے ساتھ ساتھ نماز انسان کو دنیا میں ہی کئی فیوض و برکات سے نوازتی ہے۔ انسان جب نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اس سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اس کا جسم تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ اس سے ذہن کو تازگی ملتی ہے اور انسان کا دل و دماغ تقویت پاتے ہیں۔

معاشرتی فوائد و اثرات

نماز ایک بدنی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معاشرتی عبادت بھی ہے۔ تنہا نماز پڑھنے کی بجائے مسلمانوں کو مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے نہ صرف اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے، بلکہ کئی ایسے معاشرتی فوائد ہیں جو اس سے جڑے ہیں۔ مسلمان جب نماز کے لیے مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے حالات سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ یوں یہ ایک دوسرے کے حال سے واقف رہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ایک ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نماز معاشرے کے تمام فرق، ذات پات اور ناچاقیاں مٹانے کا بھی ایک ذریعہ ہے اور آپس میں اتحاد کو فروغ دیتی ہے۔ مسجد میں جب نماز کے لیے مسلمان جمع ہوتے ہیں تو ان میں بڑے، چھوٹے، امیر غریب کا فرق مٹ جاتا ہے۔ تمام مسلمان ایک صف میں کندھے سے کندھا ملا کر اپنے اتحاد کا اعلان کرتے ہیں اور اس سے آپس کی نااتفاقی مٹانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ پس ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ہم ہر کام پر نماز کو فوقیت دیں اور اس کے فلسفے کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس کو زندگی کا حصہ بنائیں۔ اسی سے ہماری حقیقی فلاح ممکن ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ نماز ذریعہ ہے:

(الف) دولت کمانے کا (ب) برائیوں سے بچنے کا
(ج) دنیا میں مقام بنانے کا (د) لوگوں میں نیکیاں ظاہر کرنے کا

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت امت کو وصیت فرمائی:

(الف) صبر کی (ب) شکر کی (ج) زکوۃ کی (د) نماز کی

۳۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل ہے:

(الف) وقت پر نماز پڑھنا (ب) اللہ کی راہ میں سفر کرنا (ج) حاجیوں کی مدد کرنا (د) نفلی روزہ رکھنا

۴۔ نماز کا اصل فلسفہ ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول (ب) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام
(ج) اتحاد و یگانگت کا عملی مظاہرہ (د) نیکی و پرہیزگاری کا مظاہرہ

۵۔ قرآن مجید کے مطابق وہ لوگ مراد کو پہنچے:

(الف) گڑگڑا کر نماز پڑھنے والے (ب) لمبے سجدوں والی نماز پڑھنے والے

(ج) آدھی رات کو نماز پڑھنے والے (د) چھپ کر نماز پڑھنے والے

۶۔ ایک صف میں باجماعت نماز پڑھنے سے اظہار ہوتا ہے:

(الف) برابری و مساوات کا (ب) فخر اور بڑائی کا (ج) رحم دلی اور خدا ترسی کا (د) وقت کی پابندی کا

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ حضور ﷺ کن کن موقعوں پر نماز ادا کرتے ؟

۲۔ نماز کس طرح انسان کو برائیوں سے روکتی ہے ؟

۳۔ نماز میں اخلاص سے متعلق نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۴۔ نماز کس طرح سے انسان کو شیطان سے بچاتی ہے ؟

۵۔ معاشرے سے ذات پات اور نا اتفاقیوں کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے ؟

فلسفہ صوم

مفہوم

اسلام نے مختلف عبادات مسلمانوں پر فرض کی ہیں۔ ان میں سے ایسی ہی ایک عبادت روزہ ہے۔ روزے کو عربی زبان میں صوم کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز سے رکنا۔ یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ ماہ رمضان میں روزے کی نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر ممنوع افعال سے رک جانا روزہ کہلاتا ہے۔ روزہ رکھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق صبح صادق سے قبل کھانا کھایا جاتا ہے، جسے سحری کہا جاتا ہے۔ جبکہ غروب آفتاب کے وقت کچھ کھا پی کر روزہ کھولا جاتا ہے، جسے افطار کہا جاتا ہے۔ ماہ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ دیگر ایام میں بھی روزے رکھے جاسکتے ہیں جو کہ ایک مسنون اور اجر و ثواب سے بھرپور عمل ہے۔

فرضیت و فضیلت

اسلام میں روزہ ۲ ہجری میں فرض ہوا۔ جبکہ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اسلام سے پہلے دیگر امتوں پر بھی فرض کی گئی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ البقرہ:183)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا کہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔"

روزے کا بنیادی مقصد حصول تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان کے روزوں سے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انسان کا نیک عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک، اور آگے جتنا اللہ چاہے، بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔" (سنن ابن ماجہ: 1638)

روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے (سنن نسائی: 2230)

روزے کا فلسفہ:

روزہ محض بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر برے کام سے رک جانے کا نام ہے۔ وہ تمام اعمال جو عام دنوں میں ہمارے لیے جائز ہیں، ہم روزے کی حالت میں ان سے بھی رک جاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف نفس پر قابو پانے کا درس ملتا ہے، بلکہ محبت الٰہی کا اظہار ہوتا ہے۔ روزے کے دوران فضول بات چیت، جھوٹ بولنا، غیبت و چغلی کرنا، نماز کی پابندی نہ کرنا اور دیگر گناہوں سے باز رہنا بھی ضروری ہے۔ یاد رہے کہ یہ سب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو، اس میں ریاکاری اور دکھاوے کا عنصر نہ ہو۔ اس متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جھوٹی (بری) بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری: 1903)

رمضان المبارک کے اعمال

رمضان المبارک میں مسلمان دن کو روزہ رکھنے کے علاوہ رات کو قیام کرتے ہیں، جسے تراویح بھی کہا جاتا ہے۔ تراویح میں ذوق و شوق کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا بھی رمضان المبارک میں یہی معمول تھا کہ دن کو روزے کے ساتھ ساتھ رات کو دیر تک قیام فرماتے تھے۔ رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کا بہت اجر ہے۔ اس متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے رمضان میں بحالت ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے"۔ (صحیح بخاری: 37)

اس کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دیگر نیکی کے کاموں کا ثواب بھی ستر گنا تک بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے مسلمان اس ماہ مقدس میں صدقات و خیرات کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کے لیے سحر و افطار کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کا ایک خاص عمل اعتکاف ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ مسلمان دس دن کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مسجد چلے جاتے ہیں جہاں وہ تلاوت قرآن مجید، قیام الیل اور ذکر اذکار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اور رمضان میں عید کی نماز سے پہلے پہلے غریب اور نادار مسلمانوں کو صدقہ فطر بھی دیا جاتا ہے۔ صدقہ فطر دینے کا مقصد ان نادار مسلمانوں کو بھی عید کی خوشیوں میں شامل کرنا ہوتا ہے۔

عملی زندگی پر اثرات

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو انسان کی زندگی پر کئی اثرات مرتب کرتی ہے۔ روزے سے انسان میں تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کی پیروی سے رک جاتا ہے اور صرف وہی اعمال کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ روزے کی حالت میں برائیوں سے رک جانا انسان کو دیگر ایام میں بھی برائیوں سے روکنے کا سبب بنتا ہے۔ روزہ انسان کے دل میں خوفِ خدا اور تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ روزہ انسان کے اندر اخلاص پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس انسان کو معاشرے کے غریب اور نادار لوگوں کا احساس دلاتی ہے۔ وہ لوگ جن کو سال بھر پیٹ بھر کے کھانا نہیں مل پاتا، انسان ان کا درد سمجھ پاتا ہے اور ان کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پورے اہتمام اور اخلاص و تقوی کے ساتھ رمضان المبارک کے روزوں اور دیگر مسنون عبادات کا اہتمام کریں تاکہ ہم اس ماہ مبارک کی خصوصی برکات حاصل کر سکیں اور اپنے لیے توشہ آخرت کا انتظام کر سکیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ حدیث مبارکہ کی رو سے روزہ کس چیز سے ڈھال ہے؟

(الف) جہنم کی آگ سے (ب) جنات کے شر سے (ج) شیطان کے شر سے (د) سستی اور کاہلی سے

۲۔ آیت قرآنی کی روشنی میں روزے کا سب سے بڑا مقصد ہے:

(الف) کھانے اور پینے سے پرہیز کرنا (ب) اللہ تعالیٰ کے منع کیے کاموں سے رک جانا

(ج) غریبوں اور ناداروں کو کھانا کھلانا (د) نظم وضبط اور وقت کی پابندی کرنا

۳۔ صدقہ فطر دیا جاتا ہے:

(الف) ناداروں کو عید میں شامل کرنے کے لیے (ب) روزے کا کفارہ ادا کرنے کے لیے

(ج) نفلی روزوں کی قبولیت کے لیے (د) اجتماعی افطار کے اہتمام کے لیے

۴۔ روزہ کس طرح عبادات میں اخلاص پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے؟

(الف) روزہ دار تہجد گزار بن جاتا ہے۔ (ب) روزے دار کا حال لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

(ج) روزہ بھوک اور پیاس کا احساس دلاتا ہے۔ (د) روزہ دار تمام بری عادات سے بچ جاتا ہے۔

۵۔ رمضان المبارک میں شب قدر بہت اہم ہے کیونکہ:۔

(الف) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہوتی ہے۔ (ب) اس رات خاص روزہ رکھا جاتا ہے۔

(ج) اس رات فرشتے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ (د) اس رات صدقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ اسلامی عبادات میں روزے کا بنیادی فلسفہ کیا ہے؟

۲۔ روزے کی کون کون سی اقسام ہیں؟

۳۔ روزہ ترک کرنے کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۴۔ رمضان المبارک کے روزہ توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟

۵۔ شب قدر کی کیا اہمیت ہے؟

۶۔ روزے کا فدیہ کب اور کیسے ادا کیا جاتا ہے؟

فلسفۂ زکوٰۃ و صدقات

زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت

زکوٰۃ ہر صاحب نصاب مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مسلمانوں پر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ۲ ہجری میں آیا۔ زکوٰۃ کا شمار اسلام کی اہم ترین عبادات میں سے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں قرآن مجید میں کئی آیات موجود ہیں۔ سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا (سورۃ التوبہ: 103)

ترجمہ: ”آپ (خاتم النبیین ﷺ) ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے تاکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) انھیں پاک کریں اور اس کے ذریعہ ان کا تزکیہ کریں۔“

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو مال کو پاک کر دیتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مال کم ہونے کے بجائے اس میں برکت اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد معاشرے میں دولت کا توازن برقرار رکھنا ہے۔ شریعت نے زکوٰۃ کی تحصیل اور تقسیم کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد کی ہے تاکہ اجتماعی عبادت میں نظم اور باقاعدگی پیدا ہو۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعید کا اعلان کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ (سورۃ التوبہ: 35)

ترجمہ: ”جس دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں داغی جائیں گی اور اُن کے پہلو اور ان کی پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا تو اب (اس کا) مزہ چکھو جو تم جمع کیا کرتے تھے۔“

عشر:

عشر کے لغوی معنی ہیں دسواں حصہ۔ جبکہ اسلامی اصطلاح میں عشر سے مراد زرعی زمین کی پیداوار کا وہ دسواں حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا جاتا ہے۔ عشر کے مصارف بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔ زمین کی پیداوار چاہے کم ہو یا زیادہ، اس پر عشر دینا واجب ہے۔ عشر سال بھر میں کاشت کی جانے والی تمام فصلوں کی پیداوار پر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی مالی عبادت ہے جو اسلام سے پہلے کی امتوں پر بھی فرض تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ (سورۃ البقرۃ: 267)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! عمدہ چیزوں میں سے خرچ کیا کرو جو تم نے کمائی ہیں اور اس میں سے جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا ہے،،۔

خمس:

خمس کے لغوی معنی ہیں پانچواں حصہ۔ جبکہ اسلامی اصطلاح میں مسلمانوں کا دورانِ جنگ دشمن پر غلبہ پا کر حاصل کیا جانے والا مال، جو کہ مالِ غنیمت کہلاتا ہے، اس مالِ غنیمت کے پانچویں حصے کو خمس کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ معدنیات اور کانوں کے دفینوں میں سے نکالے جانے والے مال پر بھی خمس ادا کیا جاتا ہے۔

احکام و مسائل

زکوٰۃ صرف صاحب نصاب مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔ جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو، یا پھر مال یا تجارت کے سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان تمام چیزوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے صاحب نصاب ہونے کے ساتھ ساتھ عاقل اور بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ مزید یہ کہ اس مال پر جب ایک سال گزر جائے تب اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ زکوٰۃ صرف ان لوگوں یا ان جگہوں پر دی جا سکتی ہے جن کی اجازت قرآن مجید میں ہمیں دی گئی ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (سورۃ التوبہ: 60)

ترجمہ: ”بے شک زکوٰۃ تو (صرف) فقرا اور مسکینوں اور اس (کی تحصیل و تقسیم) پر مامور کارکنان اور (ان کے لیے ہے) جن کی تالیف قلب (مطلوب) ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔“

ان کو مصارفِ زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:

1. **فقیر:** وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہو، مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے۔
2. **مسکین:** وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے بھی لوگوں سے سوال کا محتاج ہو۔
3. **عامل:** وہ اشخاص جنھیں حکومت نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔
4. **مؤلفۃ القلوب:** اس سے مراد وہ نو مسلم ہیں جو ابھی مسلمان ہوئے ہوں ان کی تالیف قلب کے لیے زکوٰۃ کے مال سے مدد کی جا سکتی ہے۔
5. **رقاب:** رقاب سے مراد ہے غلامی سے گردن رہا کرانا، لیکن آج کے دور میں غلامی کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے اس مد میں رقم کے صرف کرنے کی نوبت نہیں آتی ہے۔
6. **غارم:** غارم سے مراد مقروض ہے، یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔

7. **فی سبیل اللہ:** فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہ خدا میں خرچ کرنا، اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس رقم نہیں تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔

8. **ابن السبیل:** ابن السبیل سے مراد مسافر ہے۔ مسافر کے پاس اگر مال ختم ہو جائے تو اس کو بھی زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے اگرچہ اس کے پاس اس کے اپنے وطن میں مال موجود ہو۔

حکمت و فضائل:

اسلام میں فرض کردہ ہر عبادت کے پیچھے بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ زکوۃ کو اگر دیکھا جائے تو اس میں بھی کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر زکوۃ مال اور نفس، دونوں کے تزکیہ کا باعث ہے۔ زکوۃ ادا کرنے سے آدمی کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے۔ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے دل میں مال کی محبت کم ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اس کی مرضی کے کام انجام دینے اور اس کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے غریبوں کی امداد ہوتی ہے۔ معاشرے میں بھائی چارہ، ایثار، ہمدردی اور غم گساری کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ امیروں اور غریبوں کے درمیان خلیج کم ہوتی اور باہمی تعاون بڑھتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی معاشیات کا بنیادی اصول اور اہم ترین وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں مال صرف مال داروں کے درمیان محصور ہو کر نہیں رہتا، بلکہ وہ غریبوں تک بھی پہنچتا ہے اور اس کی گردش پورے معاشرے میں جاری رہتی ہے۔ اسی طرح زکوۃ ادا کرنے سے غریب اور ناچار لوگوں کی دعائیں ملتی ہیں، جس سے انسان نہ صرف اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ نوازتے ہیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

ا۔ زکوۃ دینے سے مال پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) کم ہو جاتا ہے (ب) پاک ہو جاتا ہے (ج) متوازن ہو جاتا ہے (د) ختم ہو جاتا ہے

۲۔ زکوۃ کا اولین مقصد ہے :

(الف) معاشرے میں مال کا توازن برقرار رکھنا (ب) مالداروں سے زبردستی مال نکلوانا

(ج) سب غریبوں اور مسکینوں کو مالدار کرنا (د) حکومتی کام چلانے کے لیے مال جمع کرنا

۳۔ عشر لاگو ہوتا ہے:

(الف) سونا چاندی پر (ب) زرعی پیداوار پر (ج) نقد مال و دولت پر (د) زرعی زمین پر

۴۔ وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے بھی لوگوں سے سوال کا محتاج ہو، کہلاتا ہے:

(الف) فقیر (ب) مسکین (ج) غارم (د) ابن السبیل

۵۔ درج ذیل میں سے کن لوگوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے:

(الف) مالدار (ب) عاقل (ج) بالغ (د) مسافر

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

ا۔ زکوۃ کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۲۔ عشر سے کیا مراد ہے؟

۳۔ زکوۃ کی فرضیت پر کوئی ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں۔

۴۔ مصارف زکوۃ میں عامل اور رقاب سے کیا مراد ہے؟

۵۔ زکوۃ کے فضائل پر کوئی ایک حدیث مبارکہ بیان کریں۔

فلسفہ حج و قربانی

فرضیت و اہمیت

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے اور دین اسلام میں حج ہر صاحب استطاعت عاقل و بالغ مسلمان پر زندگی بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (سورۃ آل عمران:97)

ترجمہ: "اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔"

زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ حج کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور اس کے بعد جتنے بھی حج کیے جائیں گے ان کا شمار نفل حج میں ہوگا۔ جو شخص جان بوجھ کر اس سے کوتاہی کرے اس کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کو فریضہ حج ادا کرنے میں کوئی ظاہری ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری (یعنی سخت مرض) نہ روکے اور وہ پھر (بھی) حج نہ کرے اور (فریضہ حج کی ادائیگی کے بغیر ہی مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے)" (سنن ترمذی: 812)

حج کی حکمت اور فلسفہ

اسلام کی ہر عبادت میں انسانی فلاح کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح حج کی عبادت میں انسان کے تزکیہ اور آخرت کی تیاری کی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ دنیاوی مشاغل (مال، اولاد، کاروبار) انسان کو اس کے رب سے دور رکھتے ہیں۔ حج کی ادائیگی کے لیے ان سبھی کو کچھ عرصہ تک چھوڑ کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے کا موقع ملتا ہے۔

۲۔ اسلام میں ایثار و قربانی قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حج ایسا فریضہ ہے جو مالی اور بدنی قربانیاں چاہتا ہے۔ ظاہر ہے جب بندہ دو قربانیاں کرنے پر راضی ہو جاتا ہے تو قرب الٰہی کے دروازے بھی اس پر کھل جاتے ہیں۔

۳۔ حج ہی ایسا فریضہ ہے جس کے ذریعے دنیا بھر کے اہل ایمان ایک مقام پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کے دکھ درد کا علاج سوچتے ہیں اور ایک دوسرے سے قریب ہو سکتے ہیں۔

۴۔ حج میں اسلامی مساوات کا نقشہ جس حسین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ دنیا بھر کے ادیان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ امیر و فقیر، شاہ و گدا ایک ہی لباس میں بارگاہِ الٰہی میں نظر آتے ہیں۔

۵۔ حج میں مختلف قوموں اور ملکوں کے مسلمانوں کے درمیان باہمی اخوت و محبت، تعارف اور رشتہ اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

۶۔ کسی عبادت میں کسی خاص لباس میں حاضری نہیں، مگر حج میں ایک خاص لباس پہن کر حاضری ہوتی ہے۔ یہ لباس ظاہری شکل و شباہت میں کفن جیسا ہے، تاکہ حاجی موت کو یاد کرے اور توبہ استغفار کرے۔

۷۔ اسلام کی روح، احکام و فرائض کی جان اور شریعت کی پابندی کی روح اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت ہے۔ حج ایسی عبادت ہے جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت سے محبت اور عشق کا اظہار ہے۔ احرام کا لباس، بیت اللہ شریف کا طواف، صفا و مروہ کی سعی، منیٰ، عرفات مزدلفہ کی وادیوں میں گھومنا، رمی جمار، قربانی، یہ سبھی امور عشق و محبت کے مظاہر ہیں۔

حج کی شرائط

فرضیت حج کی پانچ شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا۔

۲۔ عاقل ہونا، پاگل مجنون پر حج فرض نہیں۔

۳۔ بالغ ہونا، نابالغ بچے پر حج فرض نہیں۔

۴۔ آزاد ہونا، غلام پر حج فرض نہیں.

۵۔ حج کی استطاعت ہونا۔ استقامت کا مفہوم یہ ہے کہ حج محض ان افراد پر فرض ہے جو اس کی جسمانی و مالی استطاعت رکھتے ہوں۔ جبکہ عورت کے لیے شرعی محرم بھی لازم ہے، بغیر محرم کے اکیلے حج کے لیے جانا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حج کی اقسام

حج کی تین اقسام ہیں: (۱) حج قران (۲) حج تمتُّع (۳) حج اِفراد

۱۔ حج قران: حج قران ادا کرنے والا "قارِن" کہا جاتا ہے۔ اس میں عمرہ اور حج کا اِحرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے۔ مگر عمرہ کرنے کے بعد قارِن احرام نہیں کھول سکتا، مبلکہ بدستور اِحرام میں رہتا ہے۔ دسویں یا گیارہویں یا بارہویں ذُوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد "حلق" یا "قصر" کروا کے احرام کھول سکتا ہے۔

۲۔ حج تمتُّع: یہ حج ادا کرنے والا مُتمتّع کہلاتا ہے۔ دوسرے ملکوں سے آنے والے عموماً حج تمتُّع ہی کرتے ہیں۔ اس میں آسانی یہ ہے کہ اس میں عمرہ تو ہوتا ہی ہے لیکن عمرہ ادا کرنے کے بعد "حلق" یا "قصر" کروا کے اِحرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر آٹھ ذوالحجہ یا اس سے قبل دوبارہ حج کا اِحرام باندھا جاتا ہے۔

۳۔ حجِ اِفراد: حجِ اِفراد کرنے والے حاجی کو "مُفرِد" کہتے ہیں۔ اس حج میں "عمرہ" شامل نہیں ہوتا۔ اس میں صرف حج کا اِحرام باندھا جاتا ہے۔ اہلِ مکّہ اور اہلِ میقات اور حُدُودِ حرم کے درمیان میں رہنے والے باشندے عموماً "حجِ اِفراد" کرتے ہیں۔

مسلمانوں پر ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا اور نبی کریم ﷺ نے سنہ ۱۰ ہجری میں حج کیا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس حج میں حج کے تمام مناسک کو درست طور پر کر کے دکھایا اور اعلان کیا کہ خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ یعنی اپنے مناسک حج مجھ سے لے لو۔ (مسند احمد: 4430) نیز اسی حج کے دوران میں اپنا مشہور خطبہ حجۃ الوداع بھی دیا اور اس میں دین اسلام کی اساسیات و قواعد واضح کیں اور دین کی تکمیل کا اعلان کیا۔

احکام و مسائل

حج 8 ذی الحجہ سے 12 ذی الحجہ کے درمیان ادا کیا جاتا ہے اور ان پانچ دنوں کو ایام حج کہا جاتا ہے۔ انہی ایام میں حج کے تمام مناسک ادا کیے جاتے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

- **8 الحجہ، منیٰ کی جانب روانگی:** حجاج 8 ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نماز فجر ادا کر کے سورج نکلتے ہی منیٰ کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں۔ سفر میں تلبیہ کی کثرت کی جاتی ہے۔ منی پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد رات یہیں قیام کرتے ہیں اور ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر بھی منیٰ میں ادا کرتے ہیں۔
- **9 ذی الحجہ، وقوف عرفات:** نماز فجر منیٰ میں ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے پر عرفات کی طرف روانگی ہوتی ہے اور عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں ظہر کے وقت ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ میدانِ عرفات میں اسی قیام کو وقوف عرفات کہتے ہیں جو حج کا سب سے اہم رکن ہے۔
- **وقوف مزدلفہ:** اس دن غروب آفتاب کے وقت عازمین مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ مزدلفہ میں نماز عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ رات مزدلفہ میں ہی قیام ہوتا ہے۔
- **10 ذی الحجہ، منی روانگی:** فجر کی نماز کے بعد مزدلفہ میں توقف کرنا واجب ہے۔ بعد ازاں عازمین منیٰ کو روانہ ہوتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر حجاج کرام کو تین واجبات بالترتیب ادا کرنے ہوتے ہیں، جن میں بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا اور سر منڈوانا شامل ہیں۔
- **طواف زیارت اور سعی:** حجاج کرام احرام کھولنے کے بعد مکہ مکرمہ میں چوتھا رکن طواف زیارت ادا کرتے ہیں۔ یہ حج کے فرائض میں شامل ہے اور 12 ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے تک جائز ہے۔ طواف زیارت کے بعد صفا و مروہ کی سعی کرنا واجب ہے۔
- **منیٰ واپسی:** طواف زیارت و سعی کے بعد دو رات اور دو دن منیٰ میں قیام کرنا سنت موکدہ ہے۔ مکہ میں یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔

گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو ایام رمی، کہتے ہیں۔ ان تینوں تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ رمی کا وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

- **طواف وداع:** یہ حج کا آخری واجب ہے جو صرف میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب وہ مکہ سے رخصت ہونے لگیں تو آخری طواف کریں۔
- **مدینہ منورہ روانگی:** مکہ میں مناسک حج کی تکمیل کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے لیے حجاج مدینہ منورہ روانہ ہو جاتے ہیں۔

قربانی

دس ذی الحجہ کو حجاج کرام منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ حجاج کرام کے علاوہ دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے تمام صاحب حیثیت مسلمان بھی دس ذی الحجہ کو قربانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور اس دن عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ قربانی کا عمل سنت ابراہیمی کے طور پر منایا جاتا ہے۔ قربانی کا یہ عمل مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ایک اظہار ہے۔ اپنے مال میں سے ایک قیمتی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربان کرنا ہی قربانی کا مقصد ہے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ان میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے مزید عرض کیا، اور اُون میں؟ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اس کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 3127)

حج کے عملی زندگی پر اثرات

حج کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر کئی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے انسان اپنا گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر ایک لمبے عرصے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے، جس سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ یوں حج کی عبادت انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لگاؤ کو بڑھاتی ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں کے اتحاد اور یگانگت اور سب سے بڑا نمونہ ہے۔ دنیا کے ہر کونے سے مسلمان اپنے رب کے حضور مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر دنیا کو اپنے ایک ہونے کا پیغام دیتے ہیں۔ فضا میں ہر طرف تلبیہ کی صدائیں مسلمانوں کی وحدت کا پیغام دیتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حج کے ذریعے رنگ و نسل، ذات پات اور اونچ نیچ کی بھی ہر تمیز مٹ جاتی ہے۔ ہر مسلمان ایک ہی طرح کا اور ایک ہی رنگ کا لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور برابر ہوتے ہیں۔ دنیا بھر سے مسلمان اپنا مال خرچ کر کے اور سفر کی مشقتیں برداشت کر کے حج کے لیے آتے ہیں جس سے مال اور نفس سے محبت ملتی ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پروان چڑھتی ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ مسلمانوں پر حج فرض ہوا:

(الف) ۸ ہجری میں (ب) ۹ ہجری میں (ج) ۱۰ ہجری میں (د) ۱۱ ہجری میں

۲۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کا سب سے اولین مقصد ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال دینا (ب) رشتہ داروں کی ضیافت کا اہتمام کرنا

(ج) غریبوں اور ناداروں کو کھانا کھلانا (د) جانوروں کی خرید و فروخت سے تجارت کو فروغ دینا

۳۔ حج کے موقع پر احرام پہننے سے درس ملتا ہے:

(الف) وقت کی پابندی کا (ب) برابری کا (ج) شرم و حیا کا (د) فکر آخرت کا

۴۔ دس ذی الحجہ کو حجاج کرام منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد فریضہ سر انجام دیتے ہیں:

(الف) طواف کا (ب) سعی کا (ج) قربانی کا (د) عمرے کا

۵۔ درج ذیل میں سے کن لوگوں پر حج فرض نہیں ہے:

(الف) مالدار (ب) عاقل (ج) بالغ (د) غلام

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ حج کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۲۔ فرضیت حج کی شرائط بیان کریں۔

۳۔ طواف زیارت کب کیا جاتا ہے؟

۴۔ حج کا سب سے اہم رکن کونسا ہے اور اس میں کیا اعمال کیے جاتے ہیں؟

۵۔ قربانی کی فضیلت پر کوئی ایک حدیث مبارکہ بیان کریں۔